بسم الله الرحمن الرحیم

سوال کا جواب

آذربائیجان اور آرمینیا کے درمیان چپقلش

سوال: آذربائیجان کے صدر الہام علییف نے 4 اکتوبر 2020 اتوار کی شام کو سرکاری ٹی وی پر اپنے خطاب میں کہا کہ " ایک ہفتے سے جاری لڑائی کو روکنے کے لیے آرمینیا کو ناگورنی کے علاقے قراباغ سے نکلنے کا نظام الاوقات (ٹائم فریم) دینا ہوگا۔۔۔علییف نے اتوار کو جبرائیل شہر پر قبضے کو آرمینیا اور اس کے پشت پناہوں کے لیے سبق قرار دیا، بقول اس کے ان کو اس سے عبرت حاصل کرنا چاہیے "(الجزیرہ 5/10/2020)۔ آذربائیجان اور آرمینیا کے درمیان 27 ستمبر 2020 کی صبح شدید جنگ چھڑ گئی جس کی 1994 کی دوطرفہ جنگ بندی کے بعد مثال نہیں ملتی۔ اگرچہ وقتاً فوقتاً محدود اور کبھی کبھار وسیع پیمانے پر بھی جھڑپیں ہوتی رہیں جیسا کہ 2016 کو ہوئی مگر ان تمام سابقہ جھڑپوں میں ترکی نے کبھی آذربائیجان کی عسکری مدد نہیں کی۔ مگر اس بار ترکی نے آذربائیجان کی مدد کا اعلان کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ ترکی کے کچھ خاص اہداف ہیں! وہ اہداف کیا ہیں؟ ترکی نے اس قدر بڑے پیمانے پر مداخلت کیوں کی؟ مینسک ممالک کے گروپ خاص کر اس کی تین قیادتوں (امریکہ، روس فرانس) کا موقف کیا ہے؟ آپ کا شکریہ اور مہربانی۔

جواب: جو کچھ ہو رہا ہے اس کی حقیقت جاننے کے لیے مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے:

1۔ 27 ستمبر 2020 کو آذربائیجان نے اعلان کیا کہ اس کی سرزمین پر بڑا حملہ کیا گیا ہے۔ آذری وزارت دفاع نے اپنے بیان میں کہا کہ، "آرمینیائی حملے سے شہری آبادی کو جانی نقصان کے علاوہ کئی دیہاتوں میں انفراسٹرکچر کو بڑے پیمانے پر تباہی کا سامنا ہوا ہے جو آرمینیائی بمباری کا سامنا کر رہے ہیں"۔ انہوں نے کہا کہ "ان کی فوج نے جوابی کارروائی کی اور محاذ پر آگے بڑھتے ہوئے دشمن کو بھاری نقصان پہنچایا اور بڑے پیمانے پر اسلحہ تباہ کیا ہے جس میں "اوسا" طرز کے روسی اینٹی ائیر کرافٹ میزائلوں کی 12 شیلڈز بھی شامل ہیں۔۔۔"(الجزیرہ 27/9/2020)۔ آذری پارلیمنٹ نے چند جنگ زدہ شہروں اور علاقوں میں حالت جنگ کی منظوری دی اور جنگ سے متاثرہ علاقوں میں ایمرجنسی نافذ کی۔ دوسری طرف آرمینیا نے حالت جنگ کا اعلان کرتے ہوئے اپنے سرکاری اکاؤنٹ پر شرک پر مبنی صلیب کی تصویر اپلوڈ کی جس میں ایک راہب ایک ہاتھ میں بندوق اور دوسرے ہاتھ صلیب اٹھائے ہوا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ میں کود چکے ہیں۔۔۔ آرمینیا کے وزیر اعظم نیکول پاشینیان نے اپنے خطاب میں اپنے ملک کا موقف پیش کرتے ہوئے کہا: "آذربائیجان نے اس کی قوم کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔۔۔یہ بعید از امکان نہیں کہ یہ کشیدگی خطے سے باہر نکل کر عالمی امن کے لیے خطرہ بن جائے۔ ترکی کے اقدام کا جنوبی قفقاز پر تباہ کن اثرات مرتب ہوں گے، انہوں نے بین الاقوامی برادری سے کہا کہ ترکی کو باکو اور یریفان کے درمیان قراباغ کے 1991 سے جاری تنازعے میں مداخلت سے باز رکھا جائے"(الجزیرہ 27/9/2020)۔

2۔ آذربائیجان نے یہ ظاہر کیا کہ اس بار یہ جھڑپیں سنجیدہ ہیں اور جنگ فیصلہ کن ہے۔ چنانچہ آذری صدر الہام علییف نے 30 ستمبر 2020 کو کہا کہ، "قراباغ کے حوالے سے مذاکرات سنجیدہ نہیں تھے، مزید مذاکرات کی کوئی ضرورت نہیں، انہوں آذربائیجان کی جانب سے اپنے سرزمین کی وحدت کے دفاع کے عزم کا اعادہ کیا اور کہا کہ آذری فوج نے متنازعہ علاقے میں حالیہ جھڑپوں میں میدان میں کامیابیاں حاصل کی ہیں اور کسی کے لیے آذری فوج کو ان علاقوں سے پسپا کرنا ممکن نہیں جن پر قبضہ کیا ہے۔ آذربائیجان کی جانب سے جنگ بندی کی واحد شرط آرمینیائی فوج کا پیچھے ہٹانا

ہے، اگر یریفان جنگ بندی چاہتا ہے تو اس شرط پر عمل کرے" انہوں نے کہا کہ "ہماری ایک ہی شرط ہے: آرمینیائی فوج ہماری سرزمین سے بلا تاخیر غیر مشروط مکمل پسپائی اختیار کر۔ اگر آرمینیائی حکومت کو یہ منظور ہے۔۔۔۔ تو جنگ بندی ہو سکتی ہے اور خون بہنا رک سکتا ہے۔۔۔"(الجزیرہ، رشیاٹوڈے 30/9/2020)۔ وہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اس کو ترک حمایت کا یقین ہے، اس کو یہ گمان ہے کہ ترک حمایت سچی ہے اور وہ اس کی زمین آزاد کرائے گا۔۔۔

3۔ اس سال 12 جولائی 2020 کو بھی جھڑپیں ہوئی تھیں جو تین دن تک جاری رہیں تھیں، جو دو طرفہ جانی نقصانات کے بعد رک گئیں تھیں۔ یوں ترکی نے پہلی بار دو طرفہ بار فوجی مشقوں میں شرکت کے لیے بری فوج اور فضائیہ کے دستے آذربائیجان بھیج دیے۔ یہ مشقیں 29 ستمبر 2020 کو شروع ہوئیں اور دو ہفتے جاری رہیں۔ ترکی نے یہ ظاہر کیا کہ وہ آذربائیجان کے مسئلے اور آرمینیا کی جانب سے اس کی زمین پر قبضے کو اپنا مسئلہ سمجھتا ہے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ 1994 کی جنگ بندی کے بعد طرفین کے مابین کبھی کبھار جھڑپیں ہوتی رہیں، سب سے آخری جھڑپ جو 2016 کے اپریل کے اوائل سے شروع ہو کر 26 اپریل تک جاری رہیں، جنگ بندی کے بعد سب سے شدید جھڑپیں سمجھی جاتی ہیں، مگر ترکی نے آذربائیجان کی حمایت میں کوئی مداخلت نہیں کی البتہ صدر اردوگان نے جھڑپوں میں ہلاک ہونے والوں کے حوالے سے تعزیت کی اور آذربائیجان کی حمایت کی بات کی مگر کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا! کیونکہ اس وقت کی صورت حال کا تقاضا تھا کہ امریکی منصوبے کے مطابق روس اور ترکی میں مفاہمت کی ضرورت تھی نہ کہ کسی قسم کے تصادم کی کیونکہ امریکہ نے دونوں کو شام میں اپنے وفادار حکومت کو بچانے اور اسلام کو روکنے کے لیے شامی انقلابیوں کو کچلنے کی ذمہ داری دی تھی۔ آذربائیجان کے خلاف آرمن جارحیت روسی آشیر باد سے 1988 میں شروع ہوئی تھی، 1991 میں انہوں نے قراباغ کے علاقے پر قبضے کا اعلان کیا تھا، جہاں انہوں نے خود مختار جمہور ریاست کا اعلان کیا اور جنگ 1994 تک جاری رہی جس میں آذربائیجان نے اپنی سرزمین کا 20 سے 24 فیصد کھو دیا جو کہ قراباغ میں شامل تھی۔ یہ علاقہ پانچ صوبوں پر مشتمل ہے جس کے پہلو میں ملک کے مغرب میں مزید 5 صوبے ہیں جبکہ آغدام اور فضولی صوبوں کے بڑے علاقے اس کے علاوہ ہیں۔ اس خطے کے تقریباً ایک ملین مسلمانوں کو بے گھر کر دیا گیا۔ روسی فوج نے براہ راست مداخلت کی اور آج بھی روس آرمینیا کے پشت پر کھڑا ہے جو کہ آبادی، طاقت اور وسائل، ہر لحاظ سے آذربائیجان سے بہت چھوٹا ملک ہے۔

4۔ ترکی امریکی مدار میں گردش کرتے ہوئے آذربائیجان کے مسئلے سے کھیلتا ہے اور امریکی اوامر کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ 10 اکتوبر 2009 کو ترکی سوئیزرلینڈ کے شہر زیورخ میں آرمینیا کے ساتھ جامع امن معاہدے پر دستخط کر چکا ہے جس میں دونوں ملکوں کے درمیان موجود سرحدوں کا اعتراف کیا گیا ہے، دونوں ممالک کے درمیان سرحدیں کھولنے، سفارتی تعلقات قائم کرنے، سفیروں کے تبادلے، قونصل خانے کھولنے، ہر میدان میں علاقائی اور بین الاقوامی لحاظ سے مکمل تعاون کرنے، علاقائی اور بین الاقوامی تنازعات کو بین الاقوامی قواعد کے مطابق پرامن طریقے سے حل کرنے، دہشت گردی کے خلاف جنگ کرنے، خطے میں جمہوریت کو ترقی دینے، تاریخی مصادر اور دستاویزات میں تحقیق کے لیے بات چیت آگے بڑھانے یعنی آرمینیا کے اجتماعی قتل عام کے دعوں کے سوالات کے جواب دینے کی بات کی گئی ہے۔۔۔ یاد رہے کہ اس سے قبل اردوگان آرمینیا کی جانب سے آذربائیجان کے علاقے قراباغ اور اس کے آس پاس سے مکمل انخلاء تک آرمینیا سے کسی قسم کی بات چیت سے انکار کر رہے تھے۔ یہ معاہدہ امریکی سابق صدر اوباما کے براہ راست مطالبے پر کیا گیا جس نے 6 اپریل 2009 کو ترکی کے اپنے دورے کے دوران ترکی سے آرمینیا کے ساتھ اپنے اختلافات ختم کرنے اور تعلقات بحال کرنے کا مطالبہ کیا جو 1993 میں سرحدیں بند کرنے سے منقطع ہو گئے تھے۔ اردوگان دوڑ پڑا اور آرمینیا کے ساتھ جامع امن کے اس معاہدے پر دستخط کیے اور آذربائیجان کو خاطر میں بھی نہیں لایا نہ ہی آرمینیا کی جانب سے آذربائیجان کی زمین پر قبضے اور نہ ہی بے گھر اور پناہ گزین بننے والے ایک ملین سے زیادہ آذری مسلمانوں کے مسئلے کو خاطر میں لایا۔۔۔ امریکی دفتر خارجہ نے اس معاہدے پر دستخط کو ایک تاریخی واقعہ قرار دیا تھا۔

5۔ آذر بائیجان نے اس وقت بھی مقبوضہ آذری زمین سے آرمنوں کے نکلنے سے پہلے ترکی کی جانب سے اس معاہدے پر دستخط کرنے پر تنقید کی تھی۔ آذر بائیجان نے ترکی کو اس کا سابقہ وعدے یاد دلایا کہ وہ آرمنوں کے آذری زمین سے نکلنے سے قبل آرمینیا کے ساتھ سرحد نہیں کھولے گا اور نہ ہی اس کے ساتھ تعلقات قائم کرے گا۔ ایلاف ویب سائٹ نے 10 اکتوبر 2009 خبر شائع کی کہ "ترک اور آرمن وزرائے خارجہ نے ہفتے کی شام زیورخ (سوئیزرلینڈ) میں طرفین کے مابین تعلقات کے قیام کے لیے دوطرفہ معاہدے پر دستخط کر دیے۔ دستخط کے بعد دونوں وزرائے خارجہ اڈورڈ نالبندین اور احمد داود اوگلو نے ایک دوسرے کے ساتھ طویل مصافحہ کیا۔۔۔ یورپی اور ایشیائی امور کے لیے نائب امریکی سیکریٹری خارجہ ویل گورڈن نے کہا: آج شام (ہفتے کی شام) ہم نے ایک تاریخی واقعے میں شرکت کی"۔۔۔ گورڈن کے ساتھ امریکی سیکریٹری خارجہ ہیلری کلنٹن چھ یورپی شہروں کے پانچ روزہ دورے پر لندن پہنچ گئی۔ لندن پہنچنے سے قبل کلنٹن نے زیورخ میں آرمینیا-ترک معاہدے پر دستخط کی تقریب میں شرکت کی۔۔۔ دوسری طرف اعلیٰ امریکی عہدہ دار نے کہا کہ اوباما اس معاہدے کے حوالے سے "پرجوش" ہے کیونکہ یہ "آگے بڑھنے کی طرف اہم قدم ہے"۔۔۔ جبکہ آذر بائیجان نے اتوار کو آرمینیا اور ترکی کے درمیان تعلقات کے بحالی کے معاہدے پر تنقید کی اور خبردار کیا کہ ترک آرمن سرحدوں کو کھولنا جنوبی قفقاز کے امن واستحکام کو تہ بالا کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔۔۔ آذری وزارت خارجہ نے اپنے بیان میں کہا کہ "آذر بائیجان کے مقبوضہ علاقوں سے آرمن فوج کے نکلنے سے قبل آرمینیا اور ترکی کے درمیان تعلقات کی بحالی آذر بائیجان کے مفاد میں نہیں اور اس کی وجہ سے ترکی اور آذر بائیجان کے درمیان تاریخی برادارانہ تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں"۔۔۔ (ایلاف ہفتہ 10 اکتوبر 2009)۔

6۔ اردوگان اور ترکی نے کوئی عملی قدم اٹھانے کی بجائے زبانی جمع خرچ سے آذر بائیجان کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ ترکی نے معاہدے میں آرمینیا کے قراباغ کے علاقے سے نکلنے کی کوئی شرط ہی نہیں رکھی تھی بلکہ اس کو ویسے ہی قبول کیا تھا! مگر نو سال بعد مارچ 2018 میں روس کے دباؤ اور اس کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے آرمینیا نے رسمی طور پر اس معاہدے کو کالعدم کرنے کا اعلان کر دیا۔ یوں ترکی کے ذریعے آرمینیا کو روس سے لینے کا موقع امریکہ کے ہاتھ سے نکل گیا، بلکہ روس نے آرمینیا میں اپنے اثرورسوخ کو مزید مضبوط کیا آرمینیا کے گیومری اڈے میں اپنے میزائل ڈیفنس شیلڈ کو مزید مضبوط کر دیا۔ اسی طرح جنوری 2015 میں روس نے میگ-29 جہاز پہنچا دیے، ہزاروں فوجی ٹینک اور فضائی دفاعی نظام ایس ای 6 اور دور مار میزائل نظام ایس 300 نصب کر دیے۔ روس آرمینیا کو "یوریشیا اکنامک یونین" کی اپنی مارکیٹ میں شامل کر دیا جس پر عمل درآمد یکم جنوری 2015 کو ہوا جس میں بیلاروس، قازقستان اور قرغیزستان شامل ہیں۔ یوں یہ ممالک جن میں آرمینیا بھی ہے ہر شعبے میں اشیاء اور خدمات کی آزادی کے نام سے روسی مصنوعات کی منڈی بن گئے اور اس مارکیٹ کی مشترکہ جی ڈی پی 5 ٹریلین امریکی ڈالر ہے جس کا بیشتر حصہ روس کے فائدے میں ہے۔

7۔ اس سب کے بعد امریکہ نے آذر بائیجان میں اپنے اثرورسوخ کو بڑھانے اور روسی اثر کو کم کرنے، پھر آرمینیا میں گھسنے کے لیے دوسرے طریقے ڈھونڈنا شروع کیا۔ اسی لیے ترکی کو آذر بائیجان کے ساتھ سیاسی اور اقتصادی تعلقات کے ساتھ عسکری تعلقات کو بھی فروغ دینے اور آرمینیا پر دباؤ ڈالنے کا کہا تاکہ امریکی اثرورسوخ کا دروازہ کھولا جاسکے۔ اسی لیے گزشتہ ستمبر کی جھڑپیں شروع ہوئیں یعنی یہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا تاکہ ترکی کے لیے عسکری مداخلت کا موقع پیدا کیا جائے اور وہ تربیت اور مشترکہ مشقوں کے نام پر اپنی فوج بھیج سکے۔ یہی وجہ ہے کہ حالیہ جھڑپیں شدت اختیار کر گئیں اور طرفین نے اعلان جنگ کر دیا۔ ان جھڑپوں کے فوراً بعد ترک صدر نے 27 ستمبر 2020 کو ٹوئیٹ کیا کہ، "عالمی برادری نے دہرا معیار اپنایا ہوا ہے اور اس نے آرمن اشتعال انگیزی کے خلاف مطلوبہ اور کافی ردعمل کا اظہار نہیں کر سکا۔ افسوس ہے کہ مینسک گروپ 30 سال سے جاری اس مسئلے کو حل کرنے میں ناکام ہوا ہے۔۔۔ خطے میں امن آرمن فوج کے 1992 میں قبضہ کیے گئے آذری زمین سے نکلنے سے ہی قائم ہو سکتا ہے۔ ترکی اپنے بھائی اور دوست آذر بائیجان کے شانہ بشانہ کھڑا ہے" (ترک نیوز ایجنسی 28/9/2020)۔ مگر اردوگان اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ لوگ بھول جاتے ہیں! اس نے بھی 2009 میں امریکہ کی خدمت کرتے ہوئے آرمینیا کے ساتھ کیے جانے والے معاہدے سے آنکھیں چرائی جس معاہدے میں آرمینیا سے آذری زمین سے فوج واپس بلانے کا ذکر ہی نہیں تھا نہ ہی اس کی طرف کوئی اشارہ تھا!

8۔ آرمینیا نے ترکی کے ساتھ معاہدے پر دستخط کرنے کے نو سال بعد اس سے دستبردار ہو گیا تو امریکہ آرمینیا میں گھس نہ سکا، تب اردوگان نے مذکورہ مقبوضہ زمین سے آرمن فوج کو نکالنے کا مطالبہ کیا۔ اپنے گہرے دوست، جیسا کہ وہ خود کہتا ہے، پوٹین پر تنقید کی، اور ماکرون پر بھی تنقید کی اور کہا، "میں نے اس معاملے میں روسی صدر پوٹین اور فرانسیسی صدر ماکرون سے بات چیت کی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا"(ترک نیوز ایجنسی 2020/10/1)۔ اردوگان نے اپنے اتحادی اور دوست، جیسا کہ خود کہتا ہے، ٹرمپ پر تنقید نہیں کی، اس پر کیسے تنقید کرے وہی تو پس پردہ بلکہ کھل کر اس کا محرک ہے؟! اگرچہ امریکہ نے سفارتی اسالیب کے ذریعے کھیل کھیلا ہے مگر یہ معاملہ ہر دیدہ وبینا رکھنے والے کے لیے واضح ہے۔۔۔ اس کے باوجود امریکی صدر ٹرمپ نے 27 ستمبر 2020 کی شام کو پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا، "امریکہ آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان شروع ہونے والی پرتشدد کارروائیوں کو روکنے کوشش کر رہا ہے۔۔۔ اس میدان میں ہمارے بڑے اچھے تعلقات موجود ہیں، ہم دیکھیں گے کہ کیا ہم یہ روک سکتے ہیں"(الجزیرہ 2020/9/27)۔ یعنی وہ جب ان کو روکنے کو ضروری سمجھے گا تب رکوائے گا، اسی لیے اس نے یہ نہیں کہا کہ امریکہ حل نکالنے کے لیے اپنے اثرورسوخ کو استعمال کرے گا اور طرفین پر دباؤ ڈالے گا بلکہ ہلکی پھلکی بات کرتے ہوئے کہا "اگر اس کو روکنا ہمارے لیے ممکن ہو" حلانکہ یہ وہ ریاست ہے جو کسی کام کو روکنا چاہے تو اپنا پورا وزن استعمال کرتی اور مکمل دباؤ ڈالتی ہے! امریکی دفتر خارجہ نے بھی اپنے بیان میں کہا کہ "وہ اس کشیدگی کی شدید مذمت کرتی ہے اور نائب سیکریٹری خارجہ اسٹیفن بیگون آرمینیا اور آذربائیجان کے وزرائے خارجہ سے تشدد کو روکنے اور مینسک گروپ میں شریک سربراہوں سے تعاون کا مطالبہ کیا ہے تاکہ جلد سے جلد مذاکرات شروع کرنے کے ہدف کو حاصل کیا جائے۔۔۔ واشنگٹن اس مسئلے کے پرامن پائیدار حل کے لیے طرفین سے تعاون کا پابند ہے"(الجزیرہ قطر، العالم ایران 2020/9/27)۔ انہوں نے آرمن اور آذری دونوں سے تشدد کو روکنے کا مطالبہ کیا، کیونکہ امریکہ کا نشانہ دونوں ممالک ہیں جہاں روسی اثرورسوخ کو کمزور کر کے اپنے اثرورسوخ کو بڑھایا جائے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ترکی کے تمام اقدامات امریکی مرضی سے ہیں اور اس نے امریکی اشارے پر ہی آذربائیجان کی طرف حرکت کی ہے، ورنہ اگر ان اقدامات کے پس پردہ محرک امریکہ نہ ہوتا تو پھر ترک صدر کے ترجمان ابراھیم قالین کا 29 ستمبر 2020 کو امریکی قومی سلامتی کے مشیر روبرٹ اوبرائن کے ساتھ ٹیلیفونک گفتگو کی کیا ضرورت تھی جیسا کہ اناتولیہ نیوز ایجنسی نے کہا ہے؟

9۔ اردوگان اور اس کے عہدہ داروں نے سلامتی کونسل کی ظالمانہ قراردادوں اور مینسک گروپ کی قراردادوں کو نافذ کرنے کے لیے مذاکرات شروع کرنے کا مطالبہ جو کہ 1992 میں سلامتی کونسل اور یورپی تعاون اور اس کے قائدین امریکہ روس اور فرانس کی طرف سے ہیں۔۔۔ حلانکہ یہ قراردادیں آرمینیا کے حق میں ہیں اور اس کے مفاد میں جنگ بندی کے لیے ہیں۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ جان بوجھ کر صورتحال کو گرمایا جارہا ہے تاکہ پھر ایسے سیاسی اور سفارتی اقدامات اٹھائے جائیں جن سے امریکہ جیسے چاہے دباؤ ڈالے۔ بہت ساری جنگیں سیاسی اور سفارتی اقدامات شروع کرنے کے لیے وسیلے کے طور پر کی جاتی ہیں جو کہ امریکہ کے اشارے پر ہوتی ہیں، اسی لیے ہر طرف سے مذاکرات شروع کرنے، سیاسی حل ڈھونڈنے اور سلامتی کونسل کے قراردادوں پر عملدرآمد کرنے کی صدائیں آنے لگی ہیں۔ ترک عہدہ داروں کی جانب سے آذربائیجان کی حمایت میں سلامتی کونسل کے قراردادوں پر عملدرآمد کرتے ہوئے سیاسی حل کے لیے مذاکرات شروع کرنے کے مطالبے تسلسل سے ہو رہے ہیں۔ وزیر خارجہ جاویش اوگلو نے انقرہ میں آذری سفارتخانے کے دورے کے دوران کہا کہ، "آذربائیجانی سرزمین کی وحدت کے حوالے سے اقوام متحدہ، یورپی کمیشن اور یورپی تعاون تنظیم کی قراردادیں واضح ہیں، اگر ارمینیا نہیں نکلتا تو مسئلہ حل نہیں ہوگا"(الجزیرہ 2020/9/29)۔ یاد رہے کہ یہ تمام قراردادیں قراباغ کے بالائی علاقوں کے لیے نہیں بلکہ دوسری اراضی کے حوالے سے ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آذربائیجان کے مسئلے کے حوالے سے سازش کی جارہی ہے۔

10۔ روس ہی آرمینیا کا پشت پناہ ہے ورنہ یہ آذربائیجان کے مقابلے میں رقبے، آبادی، طاقت اور وسائل ہر لحاظ سے کمزور ہے۔ روس ہی آرمینیا کو اسلحہ، امداد اور بقاء کے لیے ضروری ہر چیز فراہم کرتا ہے۔ آرمینیا اجتماعی امن کی اس تنظیم کا رکن ہے جس کا سربراہ روس ہے اور روس کا آرمینیا میں

بڑی عسکری موجودگی ہے اس لیے روس کا اس سے دستبردار ہونا بہت مشکل ہے ورنہ اس سمت سے اس کی پشت خالی ہو جائے گی اور یہ شمالی قفقاز تک رسائی کی شروعات ہوں گی جو کہ روسی فیڈریشن کا حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روسی وزیر خارجہ سرگئی لاوروف نے اپنے آرمینیائی ہم منصب زوھراب مناتسکانیان کے ساتھ ٹی وی چینل سے بات چیت کے دوران "قراباغ میں جارحیت کے حوالے سے سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے جنگ بندی کی ضرورت پر زور دیا" (سپوٹنیک 27/9/2020)، جو کہ روس کی جانب سے آذربائیجان کے خلاف آرمینیا کی مدد کا اشارہ ہے۔ آرمینیا پر تنقید کرنے والے ترکی کو روس کی بھی مذمت کرنی چاہیے جو کہ آذربائیجان کے خلاف آرمینیا کی مدد کر رہا کر رہا ہے اور وہاں اپنا اثر ورسوخ بڑھا رہا ہے۔ روسی مدد کے بغیر آرمینیا آذربائیجان پر حملے کی جرات ہی نہیں کر سکتا اور دشمن کی مدد کرنے والا دشمن ہوتا ہے۔ مگر ترکی اور اردوگان کے روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں اور شام کے مسلمانوں کے خلاف اس کے ساتھ اتحاد قائم کر کے بشار اسد حکومت کو بچا رہا ہے۔ ساتھ یہ امریکہ کا آلہ کار بن کر روس کے ساتھ کھیلنے اور اس کو امریکی مفادات کے لیے استعمال کرنے میں مصروف ہے۔ تاہم روس کا اپنے اہم علاقوں سے دستبردار ہونا آسان نہیں جیسا کہ یوکرین اور جارجیا میں ہوا۔ اسی لیے اس معرکے میں کوئی فیصلہ کن رسہ کشی نہیں ہوگی بلکہ سیاسی اور سفارتی اقدامات ہی روس کو دھوکہ دینے میں زیادہ کامیاب ثابت ہوں گے۔

11۔ جہاں تک یہاں فرانس کی موجودگی کی بات ہے یہ مختلف ہے، اس کا یہاں کوئی اثر ورسوخ نہیں، یہ اپنے آپ کو بڑی ریاست ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے، یہ سلامتی کونسل اور یورپی تعاون کے قراردادوں کے مطابق آذری اور آرمن مسئلے کے حل اور دائمی جنگ بندی کی ضمانت کے لیے 1992 میں تشکیل پانے والے مینسک گروپ میں اپنی رکنیت کو بچانا چاہتا ہے۔ یہ ترکی کی راہ میں روکاوٹ بننے کی کوشش کر رہا کیونکہ ترکی امریکی مدار میں گردش کی وجہ سے یورپ بشمول فرانسیسی بالادستی کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔ ماکرون نے 30 ستمبر 2020 کو لاتفیا میں پریس کانفرنس میں کہا کہ مجھے "آذربائیجان کی حمایت میں ترکی بیانات کا علم ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ خطرناک اور جارحانہ ہیں۔ فرانس ترکی کی جانب سے گزشتہ چند گھنٹوں میں جنگ کو بھڑکانے والے پیغامات سے تشویش محسوس کرتا ہے، جن کی وجہ سے آذربائیجان ناگورا قراباغ میں دوبارہ جنگ شروع کر سکتا ہے اور ہم اس کو کبھی قبول نہیں کریں گے" (رائیٹرز 30/9/2020)۔ اس کے جواب میں ترک وزیر خارجہ جاویش اوگلو نے 30 ستمبر 2020 کہا" فرانس کی آرمینیا کی حمایت آذربائیجان میں آرمینیائی قبضے کی مدد تک پہنچ چکی ہے" (اناتولیہ 30/9/2020)۔ فرانس اپنے آپ کو ایک متضاد موقف میں ایک "پاک صاف" غیر جانبدار ثالث ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے یہ وہ ملک ہے جو سیاسی داؤ پیچ میں ماہر نہیں، اس کا موقف ہمیشہ بے نقاب ہوتا ہے جب یہ اس کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں تضاد ظاہر ہو جاتا ہے۔ جھڑپوں کے بعد فرانسیسی دفتر خاجہ کے ترجمان فون دیر مول نے اپنے بیان میں کہا، "فرانس کو قراباغ وسیع پیمانے پر ہونے والے جھڑپوں اور جانی نقصان پر سخت تشویش ہے، خاص طور پر سویلین اموات پر اور ہم فوری جنگ بندی اور مذاکرات شروع کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔۔۔ فرانس مینسک گروپ کا رکن ہونے کے ناطے اپنے شرکاء روس اور امریکہ سے اس چپقلش میں بین الاقوامی قانون کے دائرے میں مذاکرات اور حل ڈھونڈنے کی پابندی کا مطالبہ کرتا ہے" (سپوٹنیک 27/9/2020)۔ ساتھ ہی فرانس اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے کینہ اور بغض کا اظہار کرتا ہے چاہے یہ اندرونی طور پر آزادیوں اور پھر مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں متناقض اور بے نقاب موقف کی شکل میں ہو یا خارجی طور پر ہو، وہ آرمن اور دوسرے نصاری کے مسائل کو اپنے نفوذ کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے، جن کو دھوکہ دینا آسان ہے، پہلی جنگ عظیم کے دوران بھی ان کو دھوکہ دیا اور ان کو خلافت عثمانیہ کے خلاف بھڑکایا جو صدیوں سے ان کی اچھی طرح پرورش کر رہی تھی۔ فرانس نے ان سے اناتولیہ میں وطن کا وعدہ کیا تو انہوں نے خلافت عثمانیہ سے خیانت کی اور فرانس کی جانب سے بھڑکائے جانے پر ہی بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں کو قتل کیا۔ اگر ان میں عقل ہوتی تو ان کا مفاد اسلامی ریاست کے زیر سایہ ذمی بن کر امن سے رہنے میں ہی تھا جو ان کے ساتھ انصاف کرتی تھی ان کو استعمال نہیں کرتی تھی جیسا کہ استعماری ملک فرانس نے ان کو استعمال کیا۔

12۔ جہاں تک سلامتی کونسل کے ان قرار دادوں کی بات ہے جن پر عمل کرنے کا مطالبہ بعض ممالک بشمول ترکی کرتے ہیں وہ قرار دادیں قراباغ کے لیے نہیں جس پر آرمنوں نے قبضہ کرکے جمہوریہ کا اعلان کیا ہوا ہے۔ پہلی قرارداد 30 اپریل 1993 کو منظور کی گئی جس کی شق نمبر 822 میں فوراً اور مستقل جنگ بندی کا مطالبہ کیا گیا۔ آرمن فورسز سے زانگیلان، گورادیز کیلیچد ار شہر سمیت کچھ آذری علاقوں سے نکلنے کا مطالبہ کیا گیا مگر مقبوضہ قراباغ اس میں شامل نہیں تھا۔ اسی سال دوسری قرار دادیں بھی پاس کی گئی جس سے اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ قرارداد نمبر 85329 ستمبر 1993 کو منظور کی گئی جس میں گزشتہ قرارداد کی تائید کی گئی اور آگدام اور دوسرے آذری علاقوں پر قبضے کی مذمت کی گئی اور آرمن حکومت سے ان علاقوں سے انخلاء کا مطالبہ کیا گیا اور آرمینیا کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قرارداد نمبر 822 پر عمل کے لیے قراباغ پر دباؤ ڈالے۔ اسی سال 14 اکتوبر کو قرارداد نمبر 874 کا اجرا کیا گیا جس میں طرفین کے درمیان امن کے عمل کی حمایت کا اعادہ کیا گیا اور فوری اقدامات کے لیے ٹائم فریم دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ آذربائیجان نے اس قرارداد کو مسترد کیا کیونکہ اس میں آذری مقبوضہ سرزمین قراباغ سے آرمینیائی فورسز کے انخلاء کو آرمینیا پر عائد پابندیوں کو ہٹانے سے مشروط کیا گیا تھا۔ آذربائیجان کی حکومت نے شکست خوردہ فریق کی طرح شکایت کی۔ اس ٹائم فریم میں نئے مقبوضہ علاقوں سے فوج کے انخلاء کی بات کی گئی تھی، اسی طرح مواصلات اور نقل وحمل سمیت تمام ان دوسرے مسائل کے سامنے تمام رکاوٹوں کو ہٹانے کی بات کی گئی جس کا کونسل نے احاطہ نہیں کیا تھا، ان سب کو پرامن مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے گا۔ 12 نومبر 1993 کو یعنی اسی سال قرارداد نمبر 884 منظور کی گئی جس میں سابقہ قرار دادوں کی تائید کی گئی اور طرفین کی جانب سے جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کی مذمت کی گئی خاص کر زنگیلان اور ھورادز شہر میں۔ اس میں آرمن قابض فوج سے زنگیلان اور گوراسیز شہر سے انخلاء اور آذربائیجان کے کچھ مضبوضہ علاقوں سے نکلنے کا مطالبہ کیا گیا۔۔۔ سلامتی کونسل کی تمام قرار دادوں میں قراباغ سے انخلاء کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں۔ ان قرار دادوں میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا کہ آذربائیجان کی سرزمین میں سے کراباغ کے سوا باقی علاقوں سے انخلاء کا ٹائم فریم دینے کی بات کی گئی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مذاکرات ہوئے اور معاہدہ ہوگیا تو یہ علاقہ یعنی قراباغ کے علاقے کی خصوصی حیثیت ہوگی، باقی آذری زمینوں سے انخلاء کے بعد یہ آرمنوں کے ماتحت ہوگا۔ ترکی ان قراردادوں پر عمل کا مطالبہ کرتا ہے جن میں قراباغ سے انخلاء کا کوئی مطالبہ نہیں، جیسا کہ وہ شام میں سلامتی کونسل کی قرار دادوں پر عمل کا مطالبہ کرتا ہے جن میں حکومت ختم کرنے کا نہیں بلکہ اس کی حفاظت اور لبرل نظام کی بقاء کی بات کی گئی ہے۔ اسی طرح ترکی فلسطین میں دوریاستی حل کو عملی جامہ پہنانے کا مطالبہ کرتا ہے جس میں یہود کی جانب سے 80 فیصد فلسطین غصب کرنے والے یہودی وجود کا اعتراف کیا گیا ہے۔۔۔ یوں قراباغ کا مسئلہ اپنی جگہ ہے اور جنگ بندی آرمینیا کے لیے کامیابی ہے۔ مینسک گروپ نے مسئلے کے حل کی کیفیت کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی یہ بتایا کہ مذاکرات کس بنیاد پر ہورہے ہیں سوائے سلامتی کونسل کے قراردادوں کے مطابق حل کرنے کی باتوں کے، مگر سیاق وسباق، صورتحال اور گول مول باتوں کو دیکھ کر یہ لگ رہا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ آذربائیجان قراباغ پر آرمن قبضے کو تسلیم کرلے اور اس سے دستبردار ہوجائے اور اس کو اس کے مسلمان باشندوں سے مکمل خالی کرکے ان کی جگہ آرمن کفار نصاری کو بسایا جائے، جس کے مقابلے میں آرمینیا باقی پانچ مقبوضہ صوبوں سے انخلاء کرے جیسے آگدام فضولی کے صوبے یوں یہ مسئلہ اس طرح حل کیا جائے گا۔ جیسا کہ فلسطین میں کیا گیا؛ جہاں یہود اور ان کے پشت بان امریکہ نے تنظیم آزادی فلسطین اور عرب اور اسلامی دنیا کے حکمرانوں سے یہود کی جانب سے 80 فیصد فلسطین پر قبضے کو تسلیم کروایا بلکہ ان خائن حکمرانوں نے یہ ان کے حوالے کیا اور پھر 1967 تک قبضہ کیے گئے کے علاوہ یعنی باقی 20 فیصد پر مذاکرات ہورہے ہیں، یہ تب ہوا جب انہوں نے جنگ بندی قبول کی اور سلامتی کونسل کے قرارداد نمبر 242، 243 کو قبول کیا جو 5 جولائی 1967 کے بعد قبضہ کیے گئے علاقوں سے یہود کے انخلاء کی بات کرتے ہیں اس سے قبل کی نہیں۔

13۔ یوں ترکی کا یہ اہتمام کسی خیر کی نوید نہیں۔ جس مسئلے میں بھی ترکی اور اردوگان مداخلت کرتا ہے وہ حق دار کے خلاف اور امریکہ کے مفاد میں ہوتا ہے جیسا کہ شام میں ہوا۔ ترکی نے اپوزیشن پر دباؤ ڈال کر مسلح گروپوں اور بشار حکومت کے درمیان کشیدگی میں کمی اور جنگ بندی کروائی جبکہ بشار حکومت نے کبھی بھی اس کی پابندی نہیں کی۔ اسی طرح بشار کے پشت پناہ ایرانی حکومت اور روس نے اس جنگ بندی کا کبھی خیال نہیں رکھا چنانچہ وہ

گروپس ایک کے بعد ایک علاقہ واپس بشار کو دیتے ہوئے پیچھے ہٹتے گئے۔ اسی طرح لیبیا میں ہوا جہاں ترکی نے سراج حکومت کی مدد کی اور جس اس کی فوج سرت اور جفرہ کی طرف پیش قدمی کرنے لگی تو ترکی نے فوراً امداد روک کر سراج سے مستقل جنگ بندی اور اور حفتر کے ساتھ مذاکرات شروع کرنے کا مطالبہ کیا جس کو وہ ناجائز کہتا تھا! اس لیے یہ بعید از امکان نہیں کہ ترکی کی جانب سے آذر بائیجان کی مدد اس کے موقف میں نرمی لانے کے لیے اور اس پر دباؤ ڈالنے کے لیے ہو۔ ترک عہدہ داروں کے بیانات اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں، جہاں ابھی تک ان مذاکرات کے لیے جمود کو توڑنے میں کامیابی نہیں ملی جو مینسک خاص کر امریکہ کی قیادت میں ہوں گے تاکہ آذربائیجان قراباغ کے مسئلے میں پسپائی اختیار کرے، جبکہ اس وقت وہ قراباغ کو بزور قوت قابضوں سے واپس لینے کا عہد کر رہا ہے۔ امریکہ، روس اور فرانس کے لہجے اور ان کے آرمن نواز ذرائع ابلاغ سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو آرمینیا کا حصہ قرار دے رہے ہیں اور سلامتی کونسل کی قرار دادیں بھی یہی تین ممالک پیش کرتے ہیں اور دوسرے ممالک ان کی تائید کرتے ہیں۔ اس علاقے میں ایک جمہوریہ تشکیل دی گئی ہے جو بظاہر آرمینیا سے الگ ہے، تاکہ مذاکرات مشکل ہوں اور یہ علاقہ اپنے خود مختار ڈھانچے سے دستبردار نہ ہو تاکہ آرمینیا براہ راست ذمہ دار نہ ہو اور دباؤ ڈالے جانے کی صورت میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہ ہو۔ اس مسئلے بلکہ اس کے علاوہ مسائل میں بھی اردوگان کا موقف قابل اعتبار نہیں۔ تیس سال پہلے فریقین کے درمیان جنگ شروع ہونے کے بعد سے اب تک ترکی نے آذربائیجان کی مدد نہیں کی اور اب بھی اس بات کا خوف ہے کہ یہ حمایت آذربائیجان کو قابو کر کے اس کو اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کرنے کے لیے ہے!

14۔ آذربائیجان اسلامی سرزمین ہے، اس کے باشندوں کی غالب اکثریت مسلمان ہے مگر یہاں لبرل ازم نافذ ہے جو کہ کمیونزم کا تسلسل ہے جس میں دین کو ریاست اور معاشرے سے الگ رکھا جاتا ہے۔ اس ملک کو آرمینیا کے ساتھ تیسرے خلیفہ راشد عثمان بن عفانؓ کے عہد میں فتح کیا گیا تھا۔ اس لیے اسلامی سرزمین کو امریکہ یا روس سے بچانے اور آزاد کرانے کے لیے ترکی یا ایران پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ ان سے ہی تعاون کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی نجات صرف نبوت کے طرز پر خلافت راشدہ کے قیام میں ہے جس کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے

«إِنَّكُمْ فِي النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً عَاضّاً، فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ» "تم میں نبوت موجود ہے اور اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اس کو اٹھالے گا۔ پھر نبوت کے طرز پر خلافت ہو گی اور وہ اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر اس کو اٹھالے گا۔ جس کے بعد (کرسی سے) چمٹنے والی حکومت ہو گی اور وہ بھی اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر جب اللہ چاہے گا اس کو اٹھالے گا۔ اس کے بعد جابرانہ حکومتیں ہو گی اور اس وقت تک رہیں گی جب تک اللہ چاہے گا پھر جب اللہ چاہے گا ان کو اٹھالے گا۔ اس کے بعد نبوت کے طرز پر خلافت ہو گی"۔

18 صفر 1442ھ

5 اکتوبر 2020